"مسلم بنیاد پرستی ایک پروگرام ہے" ——— کمبونی سپیریئر جنرل

["دی کرسچن وائس" نے کمبونی مشنریز کے سپیریئر جنرل فادر ڈیوڈ گلینڈے (Fr. David Glenday) کے تفصیلی انٹرویو کا ایک حصّہ شائع کیا ہے جس میں اُنھوں نے اسلام اور مسیحی - مسلم مکالمے کے بارے میں اظہارِ خیال کیا ہے۔ ذیل میں انٹرویو کا اُردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ مدیر]

فادر گلینڈے! دُنیا میں کمبونی مشنریز کے کام کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

ہم بنیادی طور پر ترویج مسیحیت کے داعی ہیں اور ایسا ہی بننے کی خواہش رکھتے ہیں۔ چرچ میں ہمارا کام اور کردار ایسے خطّوں میں ہماری موجودگی ہے جہاں بائبل کا پیغام ابھی تک نہیں پہنچ سکا۔ ہم مقامی چرچ کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں، تاکہ وہ حقیقتاً مسیحیت کا داعی بن جائے۔ اِس وقت یہ امر دلچسپ ہے کہ لاطینی امریکہ کے چرچ میں عالمی تبشیری ذمہ داری کے بارے میں آگاہی موجود ہے۔ اور یہی صورتِ حال افریقہ میں ہے۔ حال ہی میں منعقد ہونے والی افریقی سنڈ (Synod) میں اِس بات کی تصدیق ہوئی ہے کہ افریقی چرچ اب ذمہ داری اُٹھانے کے قابل ہو چکا ہے جو مشنری بننے کی واضح علامت ہے۔ ہم کمبونی مشنریوں نے اِس عمل میں پورے جوش و جذبہ کے ساتھ افریقی چرچ کے ساتھ کام کرنے کے لیے کمر کس لی ہے۔

غریب اور جنگ و جدل میں اُلجھی ہوئی قوموں کے درمیان کام کرتے ہوئے جو مشکلات پیش آتی ہیں، ان کے بارے میں کچھ بتائیے۔

ہم مشکل حالات میں کام کرنے کے عادی ہیں۔ مثال کے طور پر سوڈان میں چرچ کی صورتِ حال کو لیجیے۔ جہاں بنیاد پرست مسلمان حکومت کے ہاتھوں ملک کے شمال میں چرچ بُری طرح زیرِ عتاب ہے، اور جنوبی سوڈان میں حکومت اور آزادی کی تحریکوں کے درمیان لڑائی ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ ہمارے کام میں مشکلات پیدا کرنے کا باعث ہے۔ اس کے ساتھ سوڈانی پناہ گزینوں کا سنگین مسئلہ ہے جو زیادہ تر کینیا، یوگنڈا اور سنٹرل افریقین ری پبلک میں چلے گئے ہیں۔ افریقہ اور ایشیا میں بھی دوسرا بڑا مسئلہ مقامی ثقافت اپنانے کا ہے۔ ہمیں مقامی چرچ اور ان ملکوں کی مسیحی برادری کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیے تاکہ اُن کی مقامی روایات اور رسم و رواج میں بائبل کا اظہار ہو سکے۔

مسلمانوں کے ساتھ مکالمے کی کیا صورتِ حال ہے؟

ایک ملک کی صورت حال دوسرے سے مختلف ہے۔ اس مسئلے کا منفی تاثر بھی لیا جا سکتا ہے اور یہ سچ ہے کہ مسلم بنیاد پرستی کی منفی حقیقت موجود ہے۔ لیکن ایسے ملک بھی ہیں جہاں لوگ امن و امان، باہمی تعاون اور احترام کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ مسلم بنیاد پرست تحریکوں کے اِن پُرامن خطوں میں آ جانے اور اختلاف و نفرت کے بیج بوئے جانے کا منفی خطرہ موجود ہے۔

میرے خیال میں چرچ کے لیے ضروری ہے کہ مکالمے کی حوصلہ افزائی کرے اور اس کی ضرورت پر زور دے۔ یہ وقت ہے کہ جملہ خیراتی اور فلاحی کاموں میں مذہبی رہنماؤں اور مشنریوں کی موجودگی میں پُرمحبت مکالمے کے ذریعے چرچ کو بائبل کا پیغام پیش کرنا چاہیے۔

جب گزشتہ کرسمس کے موقع پر الجزائر میں چار "آبائے سفید" مارے گئے تو یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے سب سے زیادہ آہ و زاری کی۔ وہ "آبائے سفید" اور اُن کے کام کو پسند کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی چرچ کے لیے واضح لفظوں میں یہ بیان کر دینا بھی اہم ہے کہ لوگوں کو کچلنے کے لیے مذہب کو بطور آلہ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ جن قوموں میں بنیاد پرست حکمران ہیں، وہاں نہ صرف مسیحی مصیبت میں مبتلا ہیں بلکہ خود وہ مسلمان بھی جو بنیاد پرست نہیں، مسیحیوں جیسی صورتِ حال سے دوچار ہیں۔ یہ بات اہم ہے کہ چرچ اِن مصیبت زدہ مسلمانوں کے لیے آواز بلند کرتا ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مستقبل میں بنیاد پرستی کے ساتھ مسائل میں اضافہ ہوگا؟

جی ہاں! کیوں کہ بنیاد پرستی ڈرامے کی محض ایک قسط نہیں بلکہ ایک پروگرام ہے۔ پورے براعظم افریقہ کو حلقۂ اسلام میں لانے کا پروگرام موجود ہے جو کوئی ڈھکا چھپا نہیں۔ ہم یہ صورتِ حال یوگنڈا جیسے ملکوں میں دیکھ رہے ہیں جہاں مسلمان ایک خاموش اقلیّت کی حیثیّت رکھتے تھے اور جہاں اب بنیاد پرست گروہوں کی سرگرمیاں بڑھ گئی ہیں۔ بلاشبہ بنیاد پرستی میں اضافہ ہوگا اور یہ اُن خطوں کو اپنی لپیٹ میں لے گی، جہاں پہلے یہ کبھی موجود نہ تھی۔

کیا اِن خطّوں میں یورپ شامل ہے؟

جی ہاں! یورپ بھی اِن خطّوں میں شامل ہے۔ عمومی طور پر یورپ اور افریقہ میں چرچ حقیقتاً اِس خطرے سے آگاہ نہیں۔ ہمیں اِس صورتِ حال کی کیفیت کا احساس نہیں۔ میں یہ اِس لیے نہیں کہہ رہا کہ کوئی منفی یا جارحانہ ردِ عمل پیدا ہو، بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ اِس چیلنج سے نبرد آزما ہونے کے لیے مثبت رویّہ سامنے آئے۔

کیا اقدام کیا جانا چاہیے؟

میرے خیال میں، سب سے پہلے چرچ اور تمام مسیحیوں کو مسئلے سے آگاہ کیا جانا چاہیے اور اُنہیں

پوری اطلاعات فراہم کی جائیں۔ بحیثیت مجموعی مسیحی اسلام کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں۔ اور علم کے بغیر کوئی مکالمہ ممکن نہیں۔ میرا یہ بھی خیال ہے کہ خیراتی اور فلاحی کاموں کے ذریعے سچائی کے اظہار کے لیے مسلمانوں کے ساتھ ذاتی روابط استوار کیے جائیں۔ یہ عمل ذاتی سطح پر تعلق کا متقاضی ہے۔ یورپ میں بعض اوقات یہ بات سامنے آتی ہے کہ مقامی چرچ مکالمے کو صرف مشنریوں کا مسئلہ سمجھتے ہیں جس سے عام چرچوں کا کوئی تعلق نہیں۔ پورے عجز و انکسار کے ساتھ میری رائے ہے کہ پوپ صحیح رویّہ رکھتے ہیں۔ ہزارہ سوم کے حوالے سے اُنھوں نے اپنے خط میں اِس حقیقت پر زیادہ زور دیا ہے کہ ہم سب اکٹھے ہزارہ سوم کی جانب بڑھ رہے ہیں۔

مشرقِ وسطیٰ

فرانس میں قائم "ریڈیو اسکول آف دی بائبل" عرب مسلمانوں سے مخاطب ہے۔

"عرب ورلڈ منسٹریز" کے زیرِ اہتمام مارسیلی (فرانس) میں قائم "ریڈیو اسکول آف دی بائبل" نے اپنی نشریات کے تیس سال مکمل ہونے پر جو اعداد و شمار جاری کیے ہیں، اُن کے مطابق بائبل خط و کتابت کورسز، سامعین کے خطوط اور ادب پر مبنی ۳۰۰۷ پروگرام نشر ہوئے ہیں۔ خط و کتابت کورسز میں اڑھائی لاکھ سے زیادہ افراد نے داخلہ لیا اور دس لاکھ سے زائد کورس ڈاک سے بھجوائے گئے۔

۱۹۹۰ء سے "ریڈیو اسکول آف دی بائبل" کے چلانے میں "گاسپل مشنری یونین" اور "ٹرانس ورلڈ ریڈیو" بھی شریک ہیں جو ہر ہفتے عربی زبان میں چھ پروگرام تیار کرتے ہیں اور ان کے جملہ اخراجات برداشت کرتے ہیں۔ ان پروگراموں کا مقصد مسیحیت کے بارے میں سامعین کا رویّہ تبدیل کرنا ہے۔ "عرب ورلڈ منسٹریز" کے جناب برائن جانسٹن نے لندن سے شائع ہونے والے ایونجلیکل جریدے "کرسچن ہیرلڈ" کو بتایا کہ "ریڈیو اسکول آف دی بائبل ایک مثالی تبشیری ادارہ ہے جس کی نقل دوسرے لوگ کر رہے ہیں۔ عرب مسیحیوں کی تربیّت کا یہ ایک نہایت نفیس ادارہ بن چکا ہے۔" بین الاقوامی سطح پر انجیلی نشریات کا اہتمام کرنے والے ہر اُس زبان میں پروگرام پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جِس کے بولنے والوں کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ ہے اور یہ مقصد حاصل کرنا "کسی متحرک ہدف کو نشانہ بنانے کے مترادف ہے۔"

جب ۱۹۸۵ء میں "World by 2000" (دُنیا ۲۰۰۰ء میں) پروجیکٹ شروع کیا گیا تو چند